ڈاکٹر شبیہ الحسن کی تنقید میں لسانی، اُسلوبیاتی اور رومانوی عناصر

محمد قیس اللہ، ریسرچ سکالر، پی ایچ۔ ڈی اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Style is the writer's individual way of expressing himself in a particular way. Dr. Shabi-ul-Hassan is a genius, style of his criticism in mostly felt touching the boundaries of romanticism. In this essay I have tried to give a comprehensive picture of his style, linguistic and romantic elements of his criticism.

الفاظ جب تخلیق کا لبادہ اوڑھ کر ایک حسنِ ترتیب سے جملوں میں قطار بندی کرتے ہیں تو اسلوبیاتی نظام وجود میں آتا ہے۔ اور لسانی تشخص کی راہیں کھلتی ہیں۔ جب تک نقاد تخلیق کے اسلوبیاتی خدوخال کو نہیں جانتا تب تک تخلیق کے پردوں میں چھپے ہوئے جہانِ معنی کا ادراک ممکن نہیں ہوتا۔ نظام تخلیق میں لسانیات کی اہمیت کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ جملوں کی نشست و برخاست اور فنی محاسن سے آگاہی ایک نقاد کے لئے رختِ تنقید ہے جس کی مدد سے وہ تخلیق کی رمز سے آشنا ہوتا ہے۔ ایک نقاد جتنا زبان داں ہوگا اس قدر ہی وہ تخلیق کے سمندر میں غوطہ زن ہوکر معنویت کے گوہر نایاب ڈھونڈ لائے گا۔ اگر کوئی تخلیق کار اپنی تخلیق میں تشبیہ و استعارہ کا استعمال کرتا ہے تو اس کے پیچھے تخلیق کار کا ایک پورا لسانی و اسلوبیاتی نظام کارفرما ہوتا ہے۔ تخلیق کار کی لسانیات ہی دراصل اس کے تخلیقی اسلوب کا تعین کرتی ہے۔ ایک اہل زبان اور لسانی پیچیدگیوں کو سمجھنے والا نقاد ہی فن پارے کی عبارت کے استخوان سے معنویت کے پیکر تراش سکتا ہے۔ لسانی رموز و اوقاف سے گہری واقفیت ایک نقاد کے لئے بہت ضروری ہے تاکہ فن پارے کے جملہ محاسن و قبیح کا ایک جامع منظر نامہ پیش کیا جاسکے۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ وہ فن پارے پر تنقید سے قبل فن پارے کی لسانی و اسلوبیاتی عمارت کا جائزہ ایک ماہر تعمیرات کی طرح لیتے ہیں۔ اس عمل میں ڈاکٹر شبیہ الحسن کا ذوقِ جمال پوری طرح محوِ کار ہوتا ہے۔ اکثر اوقات ڈاکٹر صاحب کا تنقیدی اندازِ بیاں رومانوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ فن پارے کے لسانی و اسلوبیاتی خصائص کا ادراک ایک رومان پسند نقاد ہی بہتر طریقے سے کرسکتا ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ جب ڈاکٹر شبیہ الحسن لسانی و اسلوبیاتی راہ گذر پر چلتے ہیں تو ہمیں ان کے قدموں کی چاپ رومانویت کی طرف

گامزن کرتی ہے۔ ان کے تنقیدی جملوں میں رومانویت کی بازگشت ہمیشہ سنائی دیتی رہتی ہے۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن کا تعلق خانوادۂ علم وفن سے ہے زبان دانی اور اسلوبیاتی مسائل کا ادراک انہیں گھٹی میں ملا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اپنے ارفع و اعلیٰ لسانی تجربے سے فن پارے کی روح میں اتر جانے کا سلیقہ جانتے ہیں۔ ان کا منفرد اسلوبیاتی اندازِ تنقید صحنِ تنقید میں اپنی آفتابی کرنوں کا نور پھیلا رہا ہے۔ اس ضمن میں وہ تحقیق وتنقید دونوں سے کام لیتے ہیں۔ ڈاکٹر سید شبیہ الحسن وحید الحسن ہاشمی کے لسانی و اسلوبیاتی اختصاص سے متعلق لکھتے ہیں :

''سید وحید الحسن ہاشمی کے سلاموں میں علمِ بیان اور علمِ بدیع کے نمایاں ارکان تلاش کیے جاسکتے ہیں۔ خاص طور پر تشبیہات اور صنعتِ تضاد کا برمحل استعمال ان کے کلام کے لطف کو دو بالا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ وحید الحسن ہاشمی زبردستی شعری محاسن کو پیش کرنے کی سعی نہیں کرتے۔ جہاں ان صنائع بدائع کے استعمال سے شعر کے حُسن میں اضافہ ہو وہاں وہ اسے استعمال کرتے ہیں۔''(۱)

ڈاکٹر سید شبیہ الحسن اسلوبیاتی تنقید میں تخلیق کار کی زبان دانی اور فنی صلاحیتوں کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔ چونکہ وہ خود ایک زبان دان ہیں اس لیے انھیں فنی محاسن کی نشاندہی میں دقت محسوس نہیں ہوتی بلکہ ان کی طائرانہ نظر بھی لسانی شعور میں ڈوبی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ جس کی مدد سے وہ فن پاروں کو ان کی لسانیات اور اسلوبیات کے معیار کی بنا پر جانچ لیتے ہیں۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن ہاشمی ''العطش'' میں سید وحید الحسن ہاشمی سے متعلق لکھتے ہیں :

''مرثیہ نگار اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ وہ قارئین کے سامنے اشارات و کنایات میں اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کرے۔ وحید الحسن ہاشمی بھی کم لفظوں سے زیادہ معانی پیدا کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ان کے بیشتر مرثیوں میں رمزیت اور علامت کا ایک جہانِ معانی آباد نظر آتا ہے۔ بعض اوقات تو ان کا یہ ایجاز واختصار قاری کو متحیر کر دیتا ہے۔''(۲)

ڈاکٹر شبیہ الحسن کی تنقید نے جدت کی کوکھ میں جنم لیا ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ انھوں نے روایت سے دامن گیر رہنے کی بھی ٹھانے رکھی ہے۔ وہ محض سطحی معنویت کا تعاقب نہیں کرتے بلکہ فن پاروں میں چھپے ہوئے گہرے مفاہیم کا عمیق نگاہی سے جائزہ لیتے ہیں۔ بلکہ ڈاکٹر شبیہ الحسن یہاں تک دیکھ لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ تخلیق کار کے مزاج نے تخلیق کی تشکیل میں کس قدر حصہ ڈالا ہے۔

ڈاکٹر صاحب معائب کے ساتھ ساتھ محاسن کی نشاندہی بے تکلف انداز سے احاطہ تحریر میں لاتے ہیں۔ یوں کہہ لیجئے کہ وہ صرف فن پاروں کے افادی پہلوؤں تک رسائی حاصل کرنے کے قائل نہیں بلکہ تخلیق کے مجموعی تاثر کا مطالعہ اسلوبیاتی سطح پر کرتے ہیں۔ ان کا منفرد و جداگانہ اندازِ تنقید تخلیق کا مکمل اسلوبیاتی منظر نامہ مرتب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب جہاں تخلیق کار کے لسانی و اسلوبیاتی آہنگ کا احاطہ

کرتے ہیں وہیں اپنے دلکش تنقیدی اسلوب سے تنقید کو ایک نیا ڈھنگ عطا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب الفاظ کے چناؤ اور تراکیب اور لفظوں کی تراش خراش سے ایک الگ تنقیدی سماں باندھ دیتے ہیں۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن حسن عسکری کاظمی سے متعلق لکھتے ہیں :

''پروفیسر حسن عسکری کاظمی کا طنزیہ اسلوب انتہائی تند و ترش ہوتا ہے تاہم اس ترشی میں اخلاص کی مٹھاس محسوس ہوتی ہے۔ مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ موضوعات اور اسالیب کے اعتبار سے حسن عسکری کاظمی کی طنزیہ شاعری انتہائی پُر اثر ہے...... پروفیسر حسن عسکری کاظمی جدید شعری رویوں کے امین ہیں۔ وہ بات کو نئے ڈھنگ اور منفرد اسلوب سے کہنے میں مہارت رکھتے ہیں تاہم جدت کے شوق میں بے حد معنویت کا شکار ہونا انہیں قطعاً پسند نہیں ہے......حسن عسکری کاظمی نے نادر موضوعات کے ساتھ ساتھ اپنے اسلوب کو بھی ہمہ جہت بنانے کی کاوش کی ہے۔ شاعری میں صنائع بدائع کا برمحل استعمال انتہائی دشوار قرار دیا جاسکتا ہے۔ حسن عسکری کاظمی نے علمِ بیان و علمِ بدیع کے ارکین کو اتنی مہارت اور سلیقے سے استعمال کیا ہے کہ اس کی داد دینا پڑتی ہے۔''(۳)

ڈاکٹر شبیہ الحسن جب تنقید میں فن پارے کے اسلوب و بیان کو اپنی تنقیدی میزان پر تولتے ہیں تو موضوع کے مطابق تخلیق کے مزاج کا جائزہ لینا ضروری امر خیال کرتے ہیں۔ بعض اوقات جب وہ اُسلوب کی دلکشی و تاثیر کو بیان کرتے ہیں تو ان کا اندازِ تنقید رومانویت کی حدیں چھوتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ ان کی تنقیدی جمالیات فن پارے کی جزوی تفسیر نہیں بلکہ ایک جامع تصویر، ندرت و جدت میں ڈھلے ہوئے تنقیدی اسلوب کی صورت میں صفحۂ قرطاس پر ابھرتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب اپنی اجمالی تنقید کے جوہر دکھاتے ہوئے صنعتِ تضادٗ صنعتِ تلمیح، صنعتِ مراعاۃ النظیر تشبیہٗ روزمرہ اور محاوروں کے استعمال کو اپنے اسلوبیاتی کینوس میں رکھ کے دیکھتے ہیں۔ شہناز مزمل کے بارے میں ڈاکٹر شبیہ الحسن لکھتے ہیں :

''شہناز مزمل فطرت سے والہانہ لگاؤ رکھتی ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ان کی شاعری میں فطرت کا ہر رنگ جلوہ گر ہے۔ وہ فطرت شناس دل رکھتی ہیں اور اسی باعث لالہ و گل سے ہم کلام ہونے میں انھیں بے حد لطف آتا ہے۔ وہ فطرت کے مختلف مظاہر سے سرگوشیاں کرتی ہیں۔ اور اردگرد پھیلے ہوئے فطری مناظر سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔ انہیں جنگلوں، پہاڑوں، دریاؤں، سمندروں، ساحلوں، درختوں، بارشوں، پنچھیوں، موسموں، پرندوں، دھنکٗ رنگوںٗ موجوں، فصلِ گل، بہاروں، خزاؤں، دھوپ، قوسِ قزح، ہر چیز سے الفت ہے۔ فطرت سے شہناز مزمل کی بے پناہ محبت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ انہیں علم ہے کہ فطرت کا حُسن انسان کو اندر سے حسین بنادیتا ہے۔(۴)

ڈاکٹر شبیہ الحسن ایک زیرک اور کہنہ مشق نقاد ہیں وہ جب شاعری پر تنقید کا بیڑا اٹھاتے ہیں تو شعروں کی زمینوں اور بحور کا جائزہ عملِ اوزان و تقطیع کی روشنی میں لیتے ہیں۔ اس طرح شعروں کے اسالیب پورے خدوخال سے احاطہ تنقید میں آ جاتے ہیں۔ ان کی کشادہ نظری تنقیدی مراحل طے کرتے ہوئے منقسم خیالات کا تانا بانا نہیں بنتی بلکہ ایک مربوط تنقیدی نظام کے تابع چلتے ہوئے اسالیب کو نمایاں کرنے میں ہمہ تن مصروف رہتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ہمیشہ کم معروف شعرا پر تنقید و تحسین کر کے نوکِ قلم سنوارہ ہے۔ وہ ان ادبا کی شاعری میں پائی جانے والی سادہ لوحی اور عام فہم اسلوب کی تفہیم ناقدانہ بالغ نظری سے کرتے ہیں۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن ''جدید غزل اور اسلم کولسری کا شعری سرمایہ'' میں لکھتے ہیں:

> ''اسی طرح ان کی غزلوں میں ایک جانب تو سادہ اور عام فہم اسلوب بیان ملتا ہے تو دوسری جانب دقیق لب و لہجے کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ ایک جانب وہ چھوٹی اور مختصر ردیفوں سے اپنا مدعا بیان کرتے ہیں تو دوسری طرف ان کی منفرد اور یگانہ زمینیں قارئین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہیں۔ کہیں کہیں وہ سادہ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور کہیں صنائع و بدائع سے شعری سطح پر استفادہ کرتے ہیں۔'' (۵)

ڈاکٹر شبیہ الحسن ہمیشہ تنقیدی موضوعات کے چناؤ میں ندرت سے کام لیتے ہیں اور ان کا تنقیدی اسلوب منفرد لسانی خوبیوں میں رچا بسا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ وہ قلمکاروں کی تخلیقی کاوشوں پر تنقید برائے تنقید سے کام نہیں لیتے بلکہ ان کی تحسین مثبت انداز سے کرتے ہیں تاکہ وہ اپنا تخلیقی سفر خوش دلی کے ساتھ جاری رکھیں۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن مداح سرائی کی روش پر نہیں چلتے بلکہ ان کا اندازِ تنقید دھیما ہے وہ فنی اسالیب کا مطالعہ اپنے خاص نقطۂ نظر سے کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ صاحب اللسان ہیں جو لفظ و معانی کی پرتیں اتار کر فن پارے کی جملہ اسلوبیاتی خوبیوں کو اجاگر کرنے کا سلیقہ جانتے ہیں۔ ان کی لسانی شخصیت تہذیب آشنا ہے وہ لفظوں کی تہذیب و تاریخ سے واقف ہیں اس لیے وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ کون سا لفظ کس تہذیبی پسِ منظر سے گذر کے تخلیق کار کے ذہن میں آیا ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب عملِ تقطیع اور نثر کے جملہ قوانین سے واقف ہیں۔ نثر کس قدر معرب و مفرس ہے مختصر نویسی کیسے نثر کو جامعیت سے ہم آہنگ کرتی ہے یہ اندازہ ڈاکٹر صاحب کی تنقیدی لسانیات سے عیاں ہوجاتا ہے۔ بعض ناقدین نے انہیں لفظ شناس نقاد کہا ہے جو الفاظ کی ماہیت سے واقف ہے اور لفظ کن تاثیری خوبیوں کا حامل ہے خوب جانتا ہے۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن ایسے اہلِ زبان نقاد ہیں جو شاعرانہ صناعی کا کھوج بھی لگاتے ہیں اور نثر کی اسلوبیاتی جہتوں پر خامہ فرسائی بھی کرتے ہیں۔ پروفیسر آصف وٹو اس ضمن میں لکھتے ہیں :

> ''ڈاکٹر سید شبیہ الحسن کا واضح موقف یہ ہے کہ لفظوں کا اپنا ایک صوتیاتی نظام ہے۔ غزل میں ڑ، ڈ، ٹ، گ، ظ وغیرہ کے حروف کم اثر پیدا کرتے ہیں بلکہ بعض مقامات پر تو ان حروف کا

استعمال ذہن پر گراں گزرنے لگتا ہے۔ انھوں نے ممتاز راشد کی غزل پر لکھے ہوئے ایک مضمون میں واضح کیا ہے کہ جو شاعر ڑ، ڈ، ٹ وغیرہ کے الفاظ غزل کے مزاج سے ہم آہنگ کر دیتے ہیں ان کی شاعرانہ صناعی کی داد دینا چاہیے۔ ایک ماہر لفظ شناس کی طرح ڈاکٹر شبیہ الحسن شعرا کے موضوعاتی مطالعہ کے ساتھ ساتھ اس کے لسانیاتی مطالعہ اور اسلوبیاتی جہتوں پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ اور یہ وصف انہیں ہم عصر نقادوں میں با اعتبار بنا دیتا ہے۔'' (۶)

ڈاکٹر شبیہ الحسن کا ایک امتیاز یہ ہے کہ وہ شاعری پر تنقید کرتے ہوئے مجموعی طور پر پوری کتاب میں استعمال ہونے والے الفاظ و مرکبات اور اصطلاحات و تراکیب کو علیحدہ لکھ لیتے ہیں پھر ان الفاظ سے شاعر کے ذخیرہ الفاظ اور نظریات کا تعین کرتے ہیں۔ اور ان الفاظ سے وہ شاعر کے اسلوب اور شاعرانہ شعور تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ اندازِ تنقید یگانہ ہے کہ وہ اپنی لسانی انفرادیت کو کام میں لا کر شاعر کی شاعرانہ خوبیاں وضع کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نہ صرف زبان و بیان کی نزاکتوں کا ادراک رکھتے ہیں بلکہ شاعر کی شاعرانہ رمز سے بھی آگاہ ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن فرخ زہرا گیلانی سے متعلق لکھتے ہیں :

''فرخ زہرا گیلانی کا اسلوبِ شعر رواں اور متین ہے وہ سادہ اور عام باتیں سیدھے سادھے انداز میں پیش کرنے کی عادی ہیں وہ لفظوں کے طوطا مینا بنانے کے بجائے مدعا نویسی کو اہمیت دیتی ہیں۔ درحقیقت ان کا شعری اسلوب ایک نرم خُو ندی کی طرح ہے جو اپنی منزل مقصود کی جانب سُبک روی سے رواں دواں ہے۔ وہ زباں و بیاں کی نزاکتوں سے کماحقہ آگاہ ہیں اور علمِ بیان و علمِ بدیع پر انھیں مکمل دسترس ہے۔ ان کے بعض اشعار داغ دہلوی کی طرح زبان و بیان کا لطف فراہم کرتے ہیں۔'' (۷)

ڈاکٹر شبیہ الحسن ایک رومان پسند نقاد ہیں وہ فن پاروں میں پائے جانے والے کومل جذبوں کے اظہار سے پیدا ہونے والی کیفیات کا تجزیہ اپنے مخصوص رومانوی طرزِ احساس سے کرتے ہیں۔ وہ لفظوں کے تال میل سے پیدا ہونے والی مترنم صنف اور فن پاروں کے دلکش اسالیب کا جائزہ مفکرانہ انداز سے لیتے ہیں۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن کا بیانِ تنقید سلاست و روانی کا ایک دلکش نمونہ ہے۔ ان کا اسلوب مسحور کن ہے وہ زیر بحث فن پارے کی جزئیات کے لسانی و اسلوبیاتی پہلوؤں کو احاطہ تحریر میں لا کر گیسوئے تنقید سنوارتے ہیں۔ وہ اپنے اسلوبِ تنقید کو خوبصورت لفظیات سے آراستہ کرتے ہیں۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن کا اسلوبِ تنقید جادوئی ہے اور اس میں ایک نیا پن بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے۔ ڈاکٹر حسن رضوی سے متعلق لکھتے ہیں کہ :

''اردو میں رومانوی شاعری کی ایک طویل روایت موجود ہے خاص طور پر اختر شیرانی اور ساحر لدھیانوی نے انسان کے رومانوی جذبات کی جس طرح آبیاری کی ہے اس کی جتنی مدح سرائی کی جائے کم ہے۔ عصرِ حاضر میں احمد فرازؔ بھی اسی قبیل کے شہسوار ہیں۔ حسن رضوی کی

رومانوی شاعری اپنے ہم عصر شاعروں سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ ان کے کلام میں پاکستانی رومانویت کے جلوے اپنے اثرات مرتب کرتے ہوئے محسوس ہو رہے ہیں۔ حسن رضوی نے کتابوں میں گلاب کے پھول رکھ کے محبوب کو یاد کرنے کا تصور زندہ کرنے کی سعی کی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کی نظموں، گیتوں اور غزلوں میں ایک والہانہ اور بے ساختہ پن موجود ہے۔ جس سے بیشتر شعرا تہی ہیں۔ حسن رضوی کی شاعری آج بھی لوگوں کے دلوں پر دستک دے رہی ہے۔ اسی طرح ان کا اسلوبِ شعر بھی دوسروں سے جدا بلکہ منفرد ہے وہ نرم اور کومل الفاظ استعمال کرتے ہیں تا کہ قارئین کے دلوں کو مسحور و مسخر کر سکیں۔ مختصر یہ کہ ان کی شاعری موضوع اور اسلوب ہر لحاظ سے متاثر کن ہے۔'' (۸)

ڈاکٹر شبیہ الحسن نہ صرف شاعرانہ اسلوب کی جزئیات کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں بلکہ نثری ادب کے اسلوبیاتی ولسانی قلوب میں عمیق نگاہی سے جھانکتے ہیں۔ تنقید کا سفر پھولوں کی سیج نہیں ہے بلکہ ایک کٹھن مرحلہ ہے اور شبیہ الحسن نے اس کٹھن مرحلے کو احسن طریقے سے طے کیا ہے۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن کے زبان و بیان کا ایک زمانہ معترف ہے بلکہ وہ لفظوں کا مطالعہ ایک ماہرِ نفسیات کی طرح کرتے ہیں اور یوں محسوس ہونے لگتا ہے جیسے الفاظ ان کے سامنے معانی کا لبادہ اوڑھ کر کھڑے ہوگئے ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کی تنقید صرف تحسینی کلمات تک محدود نہیں بلکہ فنی محاسن کے ساتھ ساتھ تحریر کے اندر پائے جانے والی جھول بھی نمایاں ہوکر ان کی ناقدانہ فنکاری پر دلالت کرنے لگتی ہے۔ لفظ شناسی شبیہ الحسن کا طرۂ امتیاز ہے ان کی ناقدانہ بالغ نظری کا نتیجہ یہی ہے کہ لفظوں کے اسرار و رموز ان سے محوِ کلام ہونے لگتے ہیں۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن کی تنقید ان کے لسانی شعور اور اسلوبیاتی ہنرمندی کا حسین امتزاج ہے۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن ڈاکٹر آغا سہیل سے متعلق لکھتے ہیں:

''افق تا بہ افق'' کا اسلوبِ بیاں انتہائی دلکش ہے۔ آغا سہیل کی زبان دانی کا ایک زمانہ معترف ہے۔ اس سفر نامے میں بھی انھوں نے لکھنؤ کی پاکیزہ اور معطر اردو زبان استعمال کی ہے۔ برجستہ محاوروں اور طنزیہ لب و لہجہ نے اس سفر نامے کو انفرادیت عطا کی ہے۔ مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ آغا سہیل اس سفر نامے کے ذریعے ایک معتبر سفر نامہ نگار کے طور پر ادبی دنیا میں منظرِ عام پر آئے ہیں...... ڈاکٹر آغا سہیل کا ناول ''غبارِ کوچۂ جاناں'' موضوع کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کا بھی حسنِ مرقع ہے۔ اس ناول کے کردار ماحول اور ضرورت کے تحت زبان ہلاتے ہیں۔ آغا سہیل کی زبان دانی مسلم ہے یہی وجہ ہے کہ ان کا ناول زبان و بیان کا انتہائی حسین مرقع بن گیا ہے۔'' (۹)

ڈاکٹر شبیہ الحسن اپنی تنقید سے فن پارے کے تخلیقی عوامل کا جائزہ تخلیق کار کی لسانی خوبیوں سے لینے کا ہنر جانتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں کہ تنقید کے ذریعے پوری تخلیق کا ایک انتقادی جائزہ کا مجسمۂ

کامل صفحۂ قرطاس پر ابھرے۔ وہ محض لفظوں کے الٹ پھیر سے پیدا ہونے والی تخلیق کو لفظی سطح پر آشکار نہیں کرتے بلکہ معنوی سطح پر فن پارے کی جملہ خوبیوں کو منکشف کرنے پر مائل نظر آتے ہیں۔فن پارے کے حسن و قبح کا کوئی پہلو ان کی تنقیدی آنکھ سے اوجھل نہیں رہتا۔ ڈاکٹر صاحب کی تنقیدی استعداد کا احاطہ کرنا آسان کام نہیں کیونکہ وہ تخلیق کار کی افکارِ عالیات کے ساتھ ساتھ ان کی اسلوبیاتی جمالیات کا کامل نقشہ کامیابی سے کھینچتے ہیں۔کبھی کبھی یہ احساس ان کی تنقیدی تحریر پڑھ کر کروٹیں لیتا ہے کہ جب فن پارہ عدم سے وجود میں آ رہا تھا تو وہ تخلیق کار کے پاس ہی موجود تھے۔ ان کا تنقیدی نظامِ لسانیات و اسلوبیات اعلیٰ وارفع جمالیاتی خوبیوں کا حامل ہے۔ ڈاکٹر صاحب ممتاز راشد کے اسلوبِ بیان اور حروف کے استعمال کے بارے میں کیا کہتے ہیں پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ ڈاکٹر شبیہ الحسن کا لسانی و اسلوبیاتی شعور کمال کی حدوں کو چھو رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

''اب چلتے چلتے چند باتیں ممتاز راشد کے اسلوب کے بارے میں بھی سن لیجئے۔ممتاز راشد کی غزلوں میں غیر محسوساتی طریقے سے ٹ، ڈ، اور ڑ کے حروف کثرت سے استعمال ہوئے ہیں اسے حسنِ اتفاق کہیے یا لفظوں کا ساختیاتی نظام کہ یہ تینوں حروف غزل کے کومل جذبات کے اظہار میں مانع ہیں ممتاز راشد نے شیخ امام بخش ناسخ کی طرح کمال یہ دکھایا ہے کہ غیر مانوس الفاظ کو اس طرح استعمال کیا ہے کہ وہ ہر دل عزیز بن جاتے ہیں......ممتاز راشد کا اسلوب شعر دوسرے شعرا سے منفرد نظر آتا ہے۔لفظوں کی نشست و برخاست اور تراکیب و مرکبات کا استعمال واضح کرتا ہے کہ ممتاز راشد الفاظ کے تہذیبی سیاق وسباق سے کماحقہ آگاہ ہیں۔ وہ علمِ بیان و بدیع کے استعمال پر بھی قدرت رکھتے ہیں لیکن انھوں نے اپنے خیال کی انفرادیت کو لفظی الٹ پھیر کے لیے بھی قربان نہیں کیا۔ممتاز راشد زبان و بیان کی نزاکتوں سے آگاہ ہیں اور یہی چیز انہیں دوسرے شاعروں سے نمایاں کرنے کا سبب ہے۔'' (۱۰)

فن پارہ چاہے موضوع کے اعتبار سے کسی بھی صنفِ ادب سے تعلق رکھتا ہو۔ ڈاکٹر صاحب لسانی و اسلوبیاتی عوامل کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہیں۔لفظوں کی آویزش اور زبان کی سلاست معیارِ ادب کے تعین میں کلیدی حیثیت کے حامل ہوتے ہیں۔جتنی زبان شستہ اور فصیح و بلیغ ہوگی فن پارہ اتنا ہی زیادہ پُر تاثیر ہوگا اور فن پارہ اتنا ہی اہلِ حرف و ادب سے داد وصول کرے گا۔ ڈاکٹر صاحب تمام عمر تنقیدی میدان میں سرگرداں رہے اور اپنی تنقیدی تحریروں کو اعلیٰ اسلوبِ بیان سے آراستہ کر کے قارئین نقد ونظر سے داد وصول کی۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن ابو الحسن نقوی کے اسلوب سے متعلق لکھتے ہیں :

''ڈاکٹر ابوالحسن نقوی کا اسلوبِ بیان انتہائی سادہ، سلیس اور سریع الاثر ہے۔ وہ دل کی بات قارئین کے دلوں تک پہنچانے کے متمنی ہوتے ہیں۔ اور اسی باعث ان کا اسلوب عام فہم ہوتا ہے۔ لفظ شناس ہونے کے باعث وہ اپنے مرثیوں میں خواہ مخواہ دقیق یا گنجلک الفاظ استعمال

کرنے کی کاوش ہی نہیں کرتے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک فکری روشنی ہے جو ہمارے قلب و اذہان کو منور کرتی جا رہی ہے۔ ڈاکٹر نقوی نے صنائع و بدائع اور تشبیہات و استعارات کا برمحل استعمال بھی کیا ہے۔ ان کے مرثیوں میں مستعملہ تراکیب و مرکبات بھی ان کے شعری ذوق اور لفظ شناسی پر دال ہیں۔'' (۱۱)

ڈاکٹر شبیہ الحسن فن پارے کے اسلوب کی گونج نہ صرف خود سنتے ہیں بلکہ تنقید کے ذریعے قارئین کو بھی سرمستی کی کیفیت سے دوچار کرتے ہیں۔ وہ نہ صرف تخلیق کے فکر و فلسفہ کے ترجمان بنتے ہیں بلکہ قوافی کے برمحل اور مناسب استعمال اور تخلیق کار کی تخلیقی ہنرمندی کا ثبوت دلیل سے ثابت کرتے ہیں۔ ان کی تنقید نہ صرف تخلیق کار کے جذباتی رویوں کی عکاس ہے بلکہ فن پارے کے اسلوب کا والہانہ پن اور اس کے اظہار کی تفسیر کا نمونہ بھی ہے۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن تخلیق کار کی شخصیت اور مزاج سے تخلیق کے اسلوبِ بیان، سادگی یا تصنع کا اندازہ کامیابی سے لگاتے ہیں۔ اگر تخلیق کار کے ہاں اسلوبیاتی ملمع کاری کا عنصر شامل ہو تو اسے جانچنے کا ہنر بھی شبیہ الحسن سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔ یوں تخلیق کی ساری رعنائیاں ایک آن میں ان کا تنقیدی پیرہن اوڑھ کر منفرد و نمایاں ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب حمید کوثر کے اسلوب سے متعلق لکھتے ہیں:

''حمید کوثر کے اسلوب کا ایک وصف یہ ہے کہ اس میں موسیقیت کا عنصر بہت زیادہ ہے ایک جانب تو وہ بحور کے استعمال سے شاعری میں موسیقی پیدا کرتے ہیں اور دوسری جانب وہ مترنم الفاظ کے استعمال سے ایک خاص طرح کی کیفیت پیدا کر دیتے ہیں......حمید کوثر کی نظموں اور غزلوں کے جائزے کے بعد اب یہ نتیجہ اخذ کرنا دشوار نہیں ہے کہ وہ ایک صاحبِ طرز شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں جہاں ایک جانب سادہ و سلیس اسلوبِ بیان جلوہ گر ہوتا ہے وہاں بعض مقامات پر وہ دشوار زبان بھی استعمال کر لیتے ہیں۔'' (۱۲)

ڈاکٹر سید شبیہ الحسن تنقید کے ضمن میں تخلیق کار کی شخصیت کے سیاق و سباق کو جاننا بے حد ضروری خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ ایک تخلیق کار کا مجموعی شخصی اختصاص و وصف بہت حد تک تخلیق کی افزائش میں اپنا حصہ ڈالتا ہے۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن کے نزدیک اگر تخلیق کار فطری طور پر منکسر المزاج اور متوازن شخصی خوبیوں کا حامل ہو تو اس کا اثر اس کی تخلیق میں اسلوبیاتی سطح پر ضرور پڑتا ہے۔ اور اس صورت میں اس کا اسلوب بیان دھیمے لہجے کی صورت میں متشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ تخلیق آخر کار فنکار کی ذہنی اختراع ہی تو ہوتی ہے جس میں دیگر تخلیقی لوازمات بھی کارفرما ہوتے ہیں۔ ایک دانش مند صاحبِ لسانیات کے روپ میں ڈاکٹر شبیہ الحسن تخلیق کار کے اسلوبِ بیان کو اس شخصیت کے ترازو میں تولتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اسلوب ہی دراصل تخلیق کا لباس ہوتا ہے۔ جتنا تخلیق کار اسلوبیاتی خوش لباسی کی طرف مائل ہوگا اتنا ہی اس کی تخلیق میں لسانی انفرادیت کے جواہر موجود ہوں گے۔ ڈاکٹر صاحب شاعر کی قافیہ پیمائی کا مطالعہ بھی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن ڈاکٹر معراج نیر

سے متعلق لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر معراج نیر کے اسلوب کا ایک وصف ان کا والہانہ پن ہے...... ڈاکٹر معراج نیر کے اسلوب کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ الفاظ کے الٹ پھیر کا ہنر بھی جانتے ہیں اور قوانی کے برمحل استعمال سے اپنی نثر کو زیادہ دل کش اور خوبصورت بھی بنا لیتے ہیں۔ قافیوں کا یہ استعمال ایک جانب نثر کو مترنم کر دیتا ہے اور دوسری جانب اس سے تخلیق کار کی ہنر مندی کا اظہار بھی ہو جاتا ہے...... ڈاکٹر معراج نیر زیدی نے اپنے خاکوں میں زبان و بیان کے تمام مروجہ ہنر استعمال کیے ہیں۔ خوبصورت کہاوتوں برمحل محاوروں اور روزمرہ کے درست استعمال نے ان کی نثر کی شان وشوکت میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے۔ آپ ان کے کسی بھی خاکے کا عمیق نگاہی سے مطالعہ کر لیجئے آپ دیکھیں گے کہ انھوں نے محاوروں اور روزمروں کے برمحل استعمال سے اپنی تحریر میں خوبصورتی اور رعنائی پیدا کر لی ہے۔'' (۱۳)

ڈاکٹر شبیہ الحسن فن پاروں میں استعمال ہونے والے محاوروں اور دیگر لسانی عوامل سے تخلیق کار کے لب و لہجے تک آسانی سے رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ ان کا تنقیدی تجزیہ غیر جانب داری پر مبنی ہوتا ہے وہ تخلیقی محرکات کے ساتھ ساتھ فنی معائب ومحاسن کا مطالعہ عمدہ فنکاری سے کرتے ہیں۔ اسلوبیاتی اعتبار سے خاص طور پر شاعری کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب بحور کے استعمال، سہل ممتنع، صنائع و بدائع، تشبیہ و استعارہ، سادگی و سلاست جیسی اصطلاحات کی مختلف صورتوں کا احاطہ بھی کرتے ہیں۔ کس طرح ان اصطلاحات کی مختلف صورتیں شعری تجربے سے گذر کر شعر کے سانچوں میں ڈھلتی ہیں ان سب عوامل کا فنی وفکری جائزہ ان کی اسلوبیاتی تنقید کا جزو لازم ہے۔ وہ تخلیق کار کے فکری ارتقاء کا جائزہ بھی لیتے ہیں جو تخلیق کے پسِ پردہ ہمیشہ سے کارفرما ہوتا ہے اور تخلیق کو عدم سے وجود میں لانے میں فکری کردار ادا کرتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا اپنا انداز بھی دھیما ہے کیونکہ وہ ایک نرم خو نقاد ہیں وہ تخلیق میں موجود دھیمے اور کومل جذبات کو تمام تر فنی رُخوں کے ساتھ اسلوبیاتی سطح پر کامیابی سے اُجاگر کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موضوع اور اسلوب کے درمیان حدِ فاصل کا تعین بھی کرتے ہی۔ ان کی تنقید میں موضوعاتی اور اسلوبیاتی حلاوتیں لسانی سطح پر جلوہ گر ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن اسلم کولسری سے متعلق کچھ یوں رقمطراز ہوتے ہیں:

''اسلم کولسری کی غزلوں میں اسلوب کی کئی جہتیں قابلِ توجہ ہیں۔ سب سے پہلے ان کی غزلوں کی منفرد زمینیں ہیں جو ان کی شاعرانہ ہنر مندیوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان زمینوں میں موجود قافیوں اور ردیفوں کے حیرت انگیز استعمال نے ان کی معنویت میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے۔ بعض اوقات طویل اور بسا اوقات مختصر بحروں کے استعمال نے اسلم کولسری کے شعری افکار اور اسلوبِ بیان کو چار چاند لگا دیئے ہیں...... اسلم کولسری کی غزلوں کی رعنائی اور

معنویت میں اس وقت اضافہ ہو جاتا ہے جب وہ چھوٹی بحروں کا انتخاب کرتے ہیں......اسلم کولسری کا ایک اور اسلوبیاتی وصف یہ ہے کہ وہ منفرد قوافی استعمال کرتے ہیں۔ آپ ان کی غزلوں کا مطالعہ فرمائیے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ رائج اور فرسودہ قافیوں کے استعمال سے گریز کرتے ہیں۔ اور جہاں معروف قافیہ آ جائے وہاں وہ نادر خیالی سے اس میں تازگی پیدا کر دیتے ہیں۔'' (۱۴)

ڈاکٹر شبیہ الحسن کی تنقیدی چشمِ تصور محنت و ریاضت سے ہم آہنگ ہے۔ ان کا اندازِ تنقید ایک متحرک اور توانا ذہن کے زیرِ اثر کارفرما رہتا ہے۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن کا تنقیدی کمال ہے کہ وہ اپنی اسلوبیاتی تنقید کے ذریعے فن پارے کو گھٹاتے نہیں بلکہ اپنی تنقید کے ذریعے ایک نئی روح پھونک دیتے ہیں۔ اسلوبیاتی سطح پر ڈاکٹر شبیہ الحسن کا اندازِ تنقید عالمانہ بھی ہے اور فنکارانہ بھی۔ ان کا اسلوبیاتی تجزیہ فکر میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے اور قاری کے قلب و ذہن پر گہرے نقوش چھوڑتا ہے۔ ان کی زبان دانی جہاں لسانی عظمتوں کی امین ہے اور تجزیہ نگاری میں کام آتی ہے وہیں ان کا تنقیدی اسلوب لطفِ مطالعہ کا سبب بھی بنتا ہے۔ پروفیسر وحید عزیز ڈاکٹر شبیہ الحسن سے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ ایک مسلمہ حقیت ہے کہ اگر ساقی باظرف ہو تو پینے کا مزہ دو بالا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر تنقید کرنے والا تنقید کے سبھی لوازمات سے واقف ہو اور زبان پر عبور ہو تو پڑھنے کا مزہ بھی دوبالا ہو جاتا ہے۔ زبان کی بات نکلے تو شبیہ صاحب کی شخصیت کا ایک اور اہم پہلو سامنے آ جاتا ہے......شبیہ الحسن جن شخصیات پر مضامین لکھتے ہیں ان کا انتخاب معیار کو سامنے رکھ کر کرتے ہیں۔ جدید و قدیم شعرا و ادبا کے امتزاج کو اپنے لفظوں کے حسین و شاندار پیرائے میں ڈھال کر پیش کرنا شبیہ الحسن کی شخصیت کا اہم جزو ہے۔'' (۱۵)

ڈاکٹر شبیہ الحسن کی علمیت پسندی سے متعلق دو رائے نہیں ہیں۔ وہ بلاشبہ ایک وسیع المطالعہ نقاد ہیں جن کی تنقید میں علم اور اسلوبیاتی و لسانی شعور کی آمیزش جابجا ایک توازن و تناسب سے ملتی ہے۔ وہ بلاشبہ اپنے تنقیدی خیالات کا اظہار بڑی مہارت اور سلیقے سے کرتے ہیں۔ کئی اہلِ ادب و صاحبِ دانش و بینش نے ان کے پُر مغز اور دل کش تنقیدی اسلوب کو فکری و فنی دونوں اعتبار سے داد و تحسین کے قابل قرار دیا ہے۔ ایک صاحبِ اسلوب نقاد ہی دراصل فن پاروں کے اسالیب کا مطالعہ اپنی لسانی و اسلوبیاتی انفرادیت کو کام میں لا کر کرتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب ایک صاحبِ مطالعہ نقاد ہیں اس لیے بھی ان کی لسانی حِس دوسرے ناقدین سے منفرد و ممتاز ٹھہرتی ہے۔ ان کی تنقید میں خلوص ہمیشہ جلوہ گر رہتا ہے اور تنقیدی امکانات مزید روشن کر دیتے ہیں۔ ان کا اسلوبِ تنقید گہرائی و گیرائی کا مظہر ہے۔ ان کی متجسس مزاجی نے بھی ان کی تنقیدی صلاحیتوں میں بے پناہ اضافہ کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب فن پارے کے اُسلوب پر حکیمانہ دسترس حاصل کر لینے میں کامیاب و کامران نظر

آتے ہیں۔ مظہر حسین مظہر ڈاکٹر شبیہ الحسن سے متعلق لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر شبیہ الحسن نے جدید روایت کے اشتراک سے ایک ایسا تنقیدی نقطۂ نظر اپنایا ہے جو سب سے منفرد اور جدا ہونے کے ساتھ توازن اور اعتدال جیسے اوصاف سے متصف ہے سب سے بڑھ کر ان کا اسلوبِ بیان ہے وہ کسی قیمت پر بھی فنِ تنقید اور اصولِ نقد ونظر کو قربان نہیں ہوتے دیتے بلکہ نفیس اور لطیف پیرائے میں ایسی اچھوتی بات کر جاتے ہیں جو نہ تو آئین کے منافی ہوتی ہے اور نہ ہی کسی تخلیق کار کی دل آزاری کا باعث۔ اس طرح کلمۂ خیر کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقِ تنقید بھی ادا ہو جاتا ہے۔''(۱۶)

ڈاکٹر سید شبیہ الحسن اسلوبیاتی محاسن کو اچھوتے انداز سے پیش کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ یہ ان کے وسعتِ مطالعہ کا کمال ہے کہ وہ زبان و بیان کے گنجلگ مسائل کو انتہائی سادگی اور سلاست سے بیان کرتے ہیں۔ انھوں نے جس انداز سے اپنی اسلوبیاتی تنقید کی ترویج کی یہ ان کی فنی پختگی کی دلیل ہے۔ ان کی جتنی تنقیدی کتب بھی زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی ہیں ان تمام میں وہ فن پاروں کے اسلوبیاتی و لسانی پہلوؤں پر بحث کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن نے ان تمام کتب میں اپنی تنقیدی رائے کے ساتھ ساتھ دوسرے تجزیہ نگاروں کی آرا کو بھی شامل کیا ہے تا کہ دائرہ تنقید محدود نہ رہے بلکہ وسعت آمیز ہو جائے۔ یوں کہہ لیجئے کہ وہ اپنی اسلوبیاتی افکار کی تفہیم کے لئے زیادہ سے زیادہ تجزیہ نگاروں کی آرا کو شاملِ تنقید کرتے ہیں تا کہ تنقید کثیر الافکار ہو جائے۔ ڈاکٹر صاحب کا اسلوبِ تنقید اعلیٰ لسانی اقدار کا امین ہے اور ڈاکٹر شبیہ الحسن کی تنقیدی عظمت کے گن بے شمار ناقدین نے گائے ہیں۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن تخلیق کاروں کے اسالیب کو اپنے تفکر و تدبر کے ذریعے انتقادی اصولوں پر کامیابی سے پرکھتے ہیں۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن وحید الحسن ہاشمی سے متعلق لکھتے ہیں:

''آلِ رضا اور جوش ملیح آبادی کی رحلت سے اردو عزائی ادب میں جو خلا پیدا ہو گیا تھا وحید الحسن ہاشمی نے اپنے نادر الوجود اسلوبیاتی مرثیوں کے ذریعے اس کو پُر کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے۔ اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ وحید الحسن ہاشمی کی رثائی شاعری مواد اور اسلوب کے لحاظ سے آلِ رضا اور جوش کے شاعرانہ محاسن کا پُر تجمل امتزاج ہے۔''(۱۷)

محمد آصف وٹو ڈاکٹر شبیہ الحسن کے لسانی تجربہ سے متعلق لکھتے ہیں:

''جس طرح جسم کی حقیقت سے انکار نہیں لیکن اصل چیز روح ہے جو لافانی ہے اسی طرح تحریر میں لفظ اپنی جگہ اہم، موضوع کی حقیقت سانس اور روح کے مترادف ہے۔ وہ لفظوں کی نباضی کرتے ہیں اور نبض کی دھڑکن سے موضوع تلاش کرتے ہیں......لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ تکنیک کا پہلو ان سے پوشیدہ رہتا ہے یا وہ اس طرف دھیان کے پٹ نہیں کھولتے وہ لفظوں کو بھی جانچتے ہیں اور لفظوں کی نشست و برخاست سے تخلیق کار کے مزاج اور اس کے

امتیازی پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔''(۱۸)

ڈاکٹر سید شبیہ الحسن ایک کثیر والجہت اور بالغ نظر نقاد ہیں جن کی تنقید میں فکر وفن کا ایک حسین امتزاج موجود ہے۔ انھوں نے جس صنفِ ادب کو بھی موضوع تنقید بنایا اس کے ساتھ پورا انصاف برتا ہے۔ فن پارے کا کوئی بھی رُخ ان کی تنقیدی خامہ فرسائی سے بچ نہیں سکتا۔

حواشی:

۱۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، سیّد وحیدالحسن ہاشمی کی شعری جہتیں (لاہور: الحسن پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء) ص ۱۸۳

۲۔ وحیدالحسن ہاشمی، العطش مرتبہ: ڈاکٹر سیّد شبیہ الحسن، (لاہور: اظہار سنز، ۲۰۱۱ء) ص ۱۵۹

۳۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، حسن عسکری کاظمی کی تخلیقی جہتیں (لاہور: اظہار سنز، ۲۰۰۸ء) ص ۴۷، ۷۷، ۸۳

۴۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، اُردو شعر وادب کی معمار خواتین (مضامین)، (لاہور: اظہار سنز، ۲۰۱۰ء) ص ۱۰۵، ۱۱۰

۵۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، جدید غزل اور اسلم کولسری کا شعری سرمایہ (لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۲۰۰۶ء) ص ۱۷۵

۶۔ محمد آصف وٹو، ڈاکٹر سید شبیہ الحسن کے تنقیدی رجحانات (لاہور: اظہار سنز، ۲۰۰۷ء) ص ۲۳۱

۷۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، مضافاتی شعروادب (لاہور: اظہار سنز، ۲۰۰۹ء) ص ۱۲۴

۸۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، مضافاتی شعروادب (لاہور: اظہار سنز، ۲۰۰۹ء) ص ۲۷

۹۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، آغا صاحب (لاہور: الحسن پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء) ص ۴۴۔۴۸

۱۰۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، تعینات (لاہور: اظہار سنز، ۲۰۱۱ء) ص ۱۸۲، ۱۸۴

۱۱۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، تعینات (لاہور: اظہار سنز، ۲۰۱۱ء) ص ۲۶۰

۱۲۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، ترغیبات (لاہور: اظہار سنز، ۲۰۰۸ء) ص ۱۱۶، ۱۱۹

۱۳۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، ترغیبات (لاہور: اظہار سنز، ۲۰۰۸ء) ص ۷۹، ۸۰

۱۴۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، جدید غزل اور اسلم کولسری کا شعری سرمایہ (تنقید)، (لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۲۰۰۶ء) ص ۱۷۹، ۱۸۲، ۱۸۳

۱۵۔ وحید عزیز، پروفیسر، ڈاکٹر سیّد شبیہ الحسن کا جہانِ فن (لاہور: اظہار سنز، ۲۰۱۰ء)

ص ۲۳۹

۱۶۔ وحید عزیز، پروفیسر، ڈاکٹر سیّد شبیہ الحسن کا جہانِ فن، اظہارِ خیال: مظہر حسین مظہر (لاہور: اظہار سنز، ۲۰۱۰ء) ص ۱۱۵

۱۷۔ محمد آصف وٹو، ڈاکٹر سیّد شبیہ الحسن کے تنقیدی رجحانات، اظہارِ خیال: شبیہ الحسن (لاہور: اظہار سنز، ۲۰۰۷ء) ص ۱۲۳

۱۸۔ محمد آصف وٹو، ڈاکٹر سیّد شبیہ الحسن کے تنقیدی رجحانات (لاہور: اظہار سنز، ۲۰۰۷ء) ص ۲۳۶

مآخذ:

۱۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، اُردو شعر وادب کی معمار خواتین (مضامین)، لاہور: اظہار سنز، ۲۰۱۰ء۔

۲۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، ترغیبات، لاہور: اظہار سنز، ۲۰۰۸ء۔

۳۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، تعینات، لاہور: اظہار سنز، ۲۰۱۱ء۔

۴۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، جدید غزل اور اسلم کولسری کا شعری سرمایہ، لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۲۰۰۶ء۔

۵۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، حسن عسکری کاظمی کی تخلیقی جہتیں، لاہور: اظہار سنز، ۲۰۰۸ء۔

۶۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، سیّد وحید الحسن ہاشمی کی شعری جہتیں، لاہور: الحسن پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء۔

۷۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، مضافاتی شعر وادب، لاہور: اظہار سنز، ۲۰۰۹ء۔

۸۔ شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، آغا صاحب، لاہور: الحسن پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء۔

۹۔ محمد آصف وٹو، ڈاکٹر سید شبیہ الحسن کے تنقیدی رجحانات، لاہور: اظہار سنز، ۲۰۰۷ء۔

۱۰۔ وحید عزیز، پروفیسر، ڈاکٹر سیّد شبیہ الحسن کا جہان فن، لاہور: اظہار سنز، ۲۰۱۰ء۔

۱۱۔ وحید الحسن ہاشمی، العطش مرتبہ: ڈاکٹر سیّد شبیہ الحسن، لاہور: اظہار سنز، ۲۰۱۱ء۔

☆☆☆